جماعت احمدیہ کیلئے آئندہ پچیس تیس سال نہایت اہم ہیں

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰؍دسمبر ۱۹۶۵ء بمقام مسجد مبارک۔ ربوہ)

☆ سورۃ المدثر کی تفسیر۔ اس سورت میں جماعت کیلئے اہم پیغام ہے۔
☆ اسلام خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت اور جلال کا پیغام لے کر دنیا میں آیا ہے۔
☆ ہمیشہ اپنے ماحول کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور اس پر نگاہ رکھنی چاہئے۔
☆ ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ احمدیت اور اسلام ایک ایسی صداقت ہے جسے ہر قیمت پر قبول کرنا چاہئے۔
☆ جب کسی قوم پر عظیم نعمتیں نازل ہو رہی ہوں تو اس قوم کو عظیم قربانی بھی دینی پڑتی ہے۔

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے سورۃ المدثر کی پہلی یہ آیات تلاوت فرمائیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ○ يٰٓاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ○ قُمْ فَاَنْذِرْ○ وَرَبَّكَ فَكَبِّرْ○ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ○ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ○ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ○ وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ○ (المدثر ۲: تا۸)

پھر فرمایا:-

میرے دل میں بڑے زور کے ساتھ یہ ڈالا گیا ہے کہ جماعت احمدیہ تربیت کے جس مقام پر اس وقت کھڑی ہے۔ اس مقام کے ساتھ سورۃ المدثر کی جو آیات میں نے پڑھی ہیں ان کا بڑا گہرا تعلق ہے۔ اور اس میں ایک اہم پیغام ہے جماعت کے نام۔ میں اس وقت اسے دوستوں کے سامنے بیان کرنا چاہتا ہوں لیکن اس سے پہلے میں ان آیات کی عام تفسیر بیان کر دوں گا۔ تا دوستوں کو خدا تعالیٰ کی اس آواز کو سمجھنے میں آسانی اور سہولت ہو۔ مدثر کے عربی میں یہ معنی ہیں وہ شخص جس نے وہ کپڑے پہن لئے ہوں جو کام کرنے کے لئے پہنے جاتے ہیں۔ عام طور پر یہ طریق ہے خصوصاً پڑھی لکھی اور تعلیم یافتہ اقوام کا کہ گھر میں وہ کچھ اور قسم کے کپڑے پہنے ہوتے ہیں۔ لیکن جب کام کے لئے باہر نکلتے ہیں تو اور کپڑے پہن لیتے ہیں۔ مثلاً ہمارے ملک میں اور خصوصاً حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سنت پر عمل کرنے والے افراد خاندان میں یہ طریق جاری ہے کہ باہر نکلتے وقت سر کا لباس اور کوٹ ضرور پہنا جاتا ہے۔ یا مثلاً کارخانوں میں کام کرنے والے کام کی غرض سے ایک خاص قسم کا لباس پہنتے ہیں۔

تو مدثر میں اسی قسم کا لباس پہننے کی طرف اشارہ ہے یعنی ایسا شخص جو کام کے لئے تیار ہوتا ہے۔ اور وہ کپڑے زیب تن کرتا ہے جو اس کام کیلئے مناسب حال ہوتے ہیں۔ مثلاً فوج اپنی ڈیوٹی پر جاتے

وقت فوجی وردی میں ہوتی ہے۔ گھر میں اس وردی میں نہیں ہوتے۔ پس یہاں فرمایا اے مدثر! یعنی اے وہ شخص جس نے وہ کپڑے پہن رکھے ہیں جو کام کرنے کے لئے پہنا کرتا ہے۔

المدثر کے یہ معنی بھی ہیں کہ وہ شخص جو مستعدی کے ساتھ اپنے گھوڑے کے پاس کھڑا ہے اور حکم کا منتظر ہے۔ کہ کب حکم ملے اور میں چھلانگ لگا کر گھوڑے پر سوار ہو جاؤں اور اس کام میں مشغول ہو جاؤں جس کا مجھے حکم دیا جائے۔

قرآن کریم میں تمام احکام کے پہلے مخاطب نبی اکرم ﷺ ہی ہیں۔ اور پھر اُمت محمدیہ کا ہر فرد اس کا مخاطب ہوتا ہے۔ اسی طرح اس آیت میں بھی سب سے پہلے مخاطب ہمارے نبی اکرم ﷺ تھے۔ اس صورت میں **المدثر** کا مطلب یہ ہوگا کہ اے وہ شخص جس کو ہم نے پوری طرح **تقویٰ** کے لباس میں ملبوس کر دیا ہے۔

لِبَاسُ التَّقْوٰی ذٰلِکَ خَیْرٌ (الاعراف ۲۷:)

اور اندر اور باہر تقوی کا لباس زیب تن کئے ہوئے ہے اُٹھ اور ہمارے حکم کے مطابق اس مشن کو پورا کر جو تیرے سپرد کیا جا رہا ہے اور وہ یہ ہے **قُمْ فَاَنْذِرْ** کہ تو مستعدی سے کھڑا ہو جا اور دوام اور ثبات کے ساتھ اپنے مشن میں لگ جا۔ اور لوگوں کو پکار کہ خدا تعالیٰ تمہیں اپنی واحدانیت کی طرف بلاتا ہے خدا تمہیں اپنی شریعت کے قیام کا حکم دیتا ہے۔ خدا کی اس آواز کو غور سے سنو۔ اور اس پر لبیک کہو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو اس کے غضب اور قہر کا مورد بن جاؤ گے۔

پھر فرمایا **وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ** کہ اپنے ربّ کی عظمت اور اس کے جلال کو قائم کر۔ یہی وہ پیغام ہے جو اسلام دنیا کیلئے لے کر آیا ہے کہ خدا تعالیٰ کی توحید اور اس کی عظمت اور اس کے جلال کو دنیا میں قائم کیا جائے۔

پھر فرمایا **وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ**۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ ایک ماحول پیدا ہو۔ اور وہ ماحول ہو بھی پاکیزہ۔ وہ ماحول ان لوگوں کا ہو۔ جن کے متعلق خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے **رِجَالٌ یُّحِبُّوْنَ اَنْ یَّتَطَھَّرُوْا (التوبۃ:۱۰۸)** یعنی جو جسمانی، اخلاقی اور روحانی گندگی اور نجاست سے بچتے ہیں۔

پس اس کے لئے ہم تجھے حکم دیتے ہیں کہ پہلے اپنے ماحول کو صاف کرنے کی کوشش کرو۔ انہیں تبلیغ کرو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ۔ ان کے سامنے خدا تعالیٰ کی صفات کو بیان کرو ان کو خدا تعالیٰ کا جلوہ

دکھاؤ ان کو بتاؤ کہ تمہارا ربّ کتنا پیار کرنے والا ہے لیکن اگر تم اس کی طرف متوجہ نہیں ہو گے تو سنو کہ پھر اس کا غضب بھی بڑا خطرناک ہوا کرتا ہے۔ تو وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ میں جسمانی، اخلاقی اور روحانی پاکیزہ ماحول کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

وَالرُّجْزَ فَاھْجُر ۔رِجْزٌ کے معنی گندگی کے بھی ہیں۔ رجز کے معنی عذاب کے بھی ہیں۔ رجز کے معنی شرک کے بھی ہیں۔ فَاھْجُر میں حکم ہے کہ ان سے دور رہو۔ گویا حکم دیا کہ ہر قسم کی گندگی سے دور رہو۔ اور ایسا سامان پیدا کرنے کی کوشش کرو کہ دنیا خدا کے عذاب سے محفوظ ہو جائے۔ یعنی ان کو اعمال صالحہ کی طرف بلاؤ، انہیں اصلاح نفس کی دعوت دو اور کوشش کرو کہ انسانی بتوں کو سجدہ کرنے کی بجائے اپنے پیدا کرنے والے کی طرف جھکے اور اسی کی پرستش کرے۔

پھر فرمایا وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَکْثِرُ ۔مَنَّ کے ایک معنی تو ہیں کاٹ دینے کے۔ دوسرے معنی ہیں احسان کے بوجھ تلے دبا دینے کے۔ تَسْتَکْثِرُ کہ تا لوگ اس وجہ سے اسلام میں داخل ہوں اور اسلام کو کثرت تعداد نصیب ہو جائے۔

دونوں مذکورہ بالا معنی یہاں چسپاں ہو سکتے ہیں۔ ایک تو یہ کہ دنیوی لالچ کے ذریعہ کسی کو اسلام کی طرف مت بلاؤ کیونکہ کسی پر اسلام کا محض لیبل لگ جانا کافی نہیں ہے۔ اسلام کی طرف محض منسوب ہو جانا کافی نہیں ہے جب تک کہ دلوں کے اندر وہ پاک تبدیلی پیدا نہ ہو جو پاک تبدیلی کہ خدا تعالیٰ اپنے بندوں کے دلوں میں دیکھنا چاہتا ہے۔

دوسرے مَنَّ کے معنی قطع کرنے کے ہیں یعنی ان پر مختلف پابندیاں لگا کر یا ظلم سے یا جبر کر کے یا دباؤ ڈال کر ان کے لئے ایسا ماحول پیدا نہ کرو کہ وہ اپنے کو مجبور پا کر ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہو جائیں حالانکہ ان کے دلوں میں اسلام داخل نہ ہوا ہو۔

پھر فرمایا وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ یعنی اس بات سے مت ڈرو کہ مخالف اپنی مخالفت سے ہمیں ایذاء پہنچا رہے ہیں کیونکہ تمہیں اپنے ربّ کی خوشنودی کے لئے ہر حالت میں صبر کرنا پڑے گا۔

اس میں شروع دن سے ہی مسلمانوں کو ایک بشارت دی گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لئے ایسے سامان پیدا کرے گا کہ باوجود اس وقت انتہائی کمزور ہونے کے تم فاتح ہو جاؤ گے اور بدلہ لینے پر اور انتقام لینے پر اور اگر تم صراطِ مستقیم سے ہٹ جاؤ تو ظلم کرنے پر بھی قادر ہو جاؤ گے لیکن ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ تمہیں

ظلم کرنا کسی صورت میں روا نہیں۔ بلکہ قدرت رکھتے ہوئے بھی مخالف کی ایذاء دہی پر تمہیں صبر سے کام لینا ہوگا۔

یہ عام معنی ہیں ان آیات کے! لیکن جیسا کہ میں نے بتایا ہے میرے دل میں یہ ڈالا گیا ہے کہ میں جماعت کو یہ بتاؤں کہ آج ہم جس مقام پر کھڑے ہیں اس مقام کا ان آیات کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ یعنی ان آیات میں ایک نہایت اہم نصیحت ہے جو ہمیں کی گئی ہے اور ہمارے لئے کچھ پیشگوئیاں ہیں جن کی طرف ان آیات میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اس لحاظ سے ان آیات میں خدا تعالیٰ ہمیں مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اے جماعت احمدیہ! جس کی تخم ریزی اللہ تعالیٰ نے مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہاتھ سے کی تھی جس کے استحکام کے لئے خلافت اولیٰ کو کھڑا کیا گیا تھا جس کی تربیت کے لئے حضرت مصلح موعود کی زندگی کا ہر لمحہ اور آپ کے خون کا ہر قطرہ وقف رہا۔ اب تم المدثر کی حیثیت اختیار کر چکے ہو۔ تم اپنی بلوغت کو پہنچ چکے ہو اور تقویٰ کے جن لباسوں کی ضرورت تھی۔ وہ تمہیں مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ پس تمہیں بالغ نظری اور بالغ عملی سے کام لینا ہوگا۔ اس حالت میں کہ ہم نے تمہیں اپنی رحمت اور اپنے فضل سے تربیت کے اس مقام تک پہنچا دیا ہے۔ ہماری اس آواز کو سنو۔ قُمْ فَاَنْذِرْ کہ کھڑے ہو جاؤ۔ اور ثابت قدمی کے ساتھ قریہ قریہ اور ملک ملک میں پھیل جاؤ۔ اور اقوامِ عالم کو یہ بتاؤ کہ اگر خدا کے مسیح کی آواز پر انہوں نے لبیک نہ کہا تو خدا کا قہر ان پر نازل ہوگا۔

دنیا بظاہر امن میں ہے۔ دنیا والے اس وہم میں مبتلا ہیں کہ ہم اپنی کوششوں سے دنیا میں امن قائم کر دیں گے۔ لیکن خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دنیا میں کوئی یو۔ این۔ او یا کوئی دوسری کانفرنسز جو امن کے قیام کے لئے بنائی گئی ہیں ہرگز نتیجہ خیز نہیں ہوں گی۔ کیونکہ آسمان اس سے متفق نہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی نظر سے انسان گر چکا ہے۔

پس ہمارا یہ فرض ہے کہ ہم دنیا والوں کو یہ بتائیں کہ اگر تم اپنے لئے اور اپنی نسلوں کے لئے زندگی، امن اور سلامتی چاہتے ہو تو خدا تعالیٰ کی آواز پر لبیک کہو اور اس کے مسیحؑ پر ایمان لاؤ۔ خدا کی شریعت کو رد مت کرو۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہنسی اور ٹھٹھا مت کرو۔ اس کے جوئے کے نیچے اپنی گردنیں رکھ دو تب تم امن سے اپنی زندگیاں گزار سکتے ہو۔ اور تمہاری نسلیں سلامتی کے ساتھ اس دنیا میں رہ سکتی ہیں ورنہ نہیں۔

پس قُمْ فَاَنْذِرْ میں یہی حکم ہے اور ہم نے اس کی تعمیل کرنی ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور خدا تعالیٰ کی

اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگی کے آخری سانس تک تبلیغ اسلام کے لئے ہر ممکن جدوجہد اور کوشش کرتے چلے جانا ہے۔

وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ میں فرمایا کہ انذار کی ڈیوٹی تمہارے ذمہ اس لئے لگائی گئی ہے اور یہ حکم تمہیں اس لئے دیا گیا ہے کہ اپنے ربّ کی عظمت اور اس کے جلال کو دنیا میں قائم کرو۔ اور اس میں بشارت کا بھی ایک پہلو ہے۔ کیونکہ ہم نے دیکھا ہے کہ جب کبھی کوئی فتح کسی مسلمان کو نصیب ہوتی ہے تو بے ساختہ اس کے منہ سے نکلتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ۔ نبی اکرم ﷺ کے زمانہ سے اس وقت تک مسلمان کا یہی شعار اور یہی طریق رہا ہے کہ الٰہی نصرتوں کو دیکھ کر ان کے دل کی گہرائیوں سے ایک آواز نکلتی ہے جو ان کی زبانوں سے بلند ہوتی ہے اور فضاؤں میں گونجتی ہے اور وہ آواز اللہ اکبر کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اشارۃً ہمیں یہ بھی بتا دیا کہ ہم نے تمہارے لئے فتوحات کے دروازے کھولنے کا ارادہ کر لیا ہے اور ہم نے ایسے سامان پیدا کر دئے ہیں کہ تم وقتاً فوقتاً اللہ اکبر کے نعرے لگایا کرو گے۔ الحمد للّٰہ علٰی ذٰلک۔

وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ۔ فرمایا کہ تمہارے کپڑے پاکیزہ ہیں۔ کیونکہ لباس تقویٰ تمہیں پہنا دیا گیا ہے لیکن مقام خوف ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شیطانی وساوس دخل دیں اور ان تقویٰ کے لباسوں پر ناپاکی اور گناہ کے سیاہ نقطے لگنے لگ جائیں جیسا کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص گناہ کرتا ہے تو اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ دوسرا گناہ کرتا ہے تو دوسرا نقطہ پڑ جاتا ہے۔ پھر تیسرا گناہ کرتا ہے تو تیسرا سیاہ نقطہ پڑ جاتا ہے۔ اور اگر وہ استغفار، دعا، عجز و انکساری سے ان سیاہ نقطوں کو مٹانے کی کوشش نہ کرے تو وہ نقطے قائم رہتے ہیں بلکہ بڑھتے چلے جاتے ہیں حتیٰ کہ سارا دل سیاہ ہو جاتا ہے۔ تو اسی کی طرف اشارہ ہے وَثِیَابَکَ فَطَھِّرْ میں کہ لباس تقویٰ کی پاکیزگی کو بچانا تمہارا فرض ہے۔ یعنی تربیت کے جس مقام پر تم کھڑے ہو اس مقام سے کبھی نہ گرنا بلکہ کوشش کرنا کہ اس سے بھی بلند تر مقام پر پہنچو۔ اور ہمیشہ بلند سے بلند تر ہوتے چلے جاؤ۔ اس آیت میں ہمیں یہ گُر بھی بتایا گیا ہے کہ ضروری ہے کہ تم اپنے ماحول کا جائزہ لیتے رہو۔ وہ ماحول جو کپڑے کی طرح تمہارے ساتھ چمٹا ہوا ہے۔ تم اس کے اندر کسی گندگی کے گھسنے کو کبھی برداشت نہ کرو۔ بلکہ جب کبھی تمہیں کوئی رخنہ نظر آئے تو فوراً اسے بند کر دو۔ یا کہیں تمہیں کوئی جسمانی، اخلاقی، روحانی نجاست نظر پڑے تو اسے دور کرنے کی کوشش میں فوراً لگ

جاؤ۔ اگر تم چوکس ہو کر اپنے ماحول کو پاک رکھو گے تو اللہ تعالیٰ بھی تمہیں اپنی برکتوں سے نوازے گا۔

پھر فرمایا وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور گندگی کو دنیا سے بالکل مٹا دو کیونکہ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وضاحت سے بیان فرمایا ہے دنیا تباہی کی طرف جا رہی ہے اور امن کا ایک ہی ذریعہ ہے۔ وہ یہ کہ دنیا امن کے شہزادہ کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لے آئے۔ وہ آپؑ کو مانیں اور آپؑ کی ہدایات کے مطابق اس اسلام پر عمل کریں جو خالص اسلام ہے۔ اور جسے نبی اکرم ﷺ دنیا کی بہتری اور بہبودی کے لئے لے کر آئے تھے۔

پس وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کے معنی یہ ہوئے کہ تو دنیا کی ایسے رنگ میں اصلاح کر۔ اپنے اخلاق سے اپنے دلائل سے اپنی قبولیت دعا کے نشان سے اور ان نشانات آسمانی سے جو خدا تعالیٰ تمہارے لئے مقدر کرے کہ وہ اپنے ربّ کو پہچاننے لگیں۔ اور اس عذاب میں مبتلا نہ ہوں جو دوسری صورت میں ان کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔

وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ کے تیسرے معنی یہ ہیں کہ شرک سے بچو۔ ایک شرک تو ظاہری ہے وہ یوں کہ بتوں کی پرستش کی جائے۔ اس شرک میں سوائے نہایت ہی جاہل شخص یا جاہل قوم کے اور کون مبتلا ہو سکتا ہے۔

لیکن شرک کی بہت باریک راہیں بھی ہیں ان سے بچتے رہنا بھی نہایت ضروری ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ جب تک ہم لَا شَئےِ محض ہو کر کلیۃً خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہ جھک جائیں اور اس کے حضور نہ گرے رہیں اس وقت تک ہم توحید کے حقیقی مقام پر کھڑے نہیں ہو سکتے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ فرمایا ہے کہ شرک کی باریک راہوں سے بھی بچو۔ اور اس کے مقابل تقوی کی باریک راہوں پر گامزن رہو۔ تمہارے خیالات ہر قسم کے شرک سے پاک ہوں۔ تمہارا دل ہر قسم کے شرک کی نجاست سے مطہر ہو۔ اور تمہاری آنکھوں میں توحید کی چمک۔ اس کی ضیاء اور اس کا نور ہو اور تمہارے اعمال توحید کی طرف بلانے والے ہوں اور تمہارے اندر سے ایسا نور نکلے کہ جس ماحول میں بھی تم چلے جاؤ اس ماحول کے لوگ تمہاری طرف اس لئے کھچے آئیں کہ تم ان لوگوں کو خدا تعالیٰ سے متعارف کرنے والے ہو۔

پس ہر حالت میں ہر قسم کے شرک کو چھوٹا ہو یا بڑا باطنی شرک ہو یا ظاہری شرک اسے مٹانے کا ہمیں

حکم دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر آج دنیا کی نجات ممکن نہیں۔

وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ فرمایا کہ ہم ایسے حالات پیدا کر رہے ہیں۔ معجزات کے ذریعہ، نشانات کے ذریعہ، دعاؤں کی قبولیت کے ذریعہ اور ملائکہ کے نزول کے ذریعہ جو دنیا میں انتشار روحانی پیدا کر رہے ہیں اور لوگوں کے دلوں کو خدا تعالیٰ کی طرف، خدا کے محمد ﷺ کی طرف، مسیح محمدی کی طرف اور جماعت احمدیہ کی طرف پھیر رہے ہیں۔ پس ایسے حالات پیدا ہو رہے ہیں کہ دنیا کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ احمدیت اور اسلام ایک ایسی صداقت ہے کہ جو انہیں اپنی بقاء کی خاطر ہر قیمت پر قبول کرنی چاہئے۔ پھر تمہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تفسیر کے ذریعہ اور حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کے ذریعہ ایسے دلائل مل چکے ہیں کہ دنیا کی کوئی عقل انہیں رد نہیں کر سکتی۔

جب تمہیں ہر قسم کے نشان اور دلائل دے دیئے گئے ہیں تو گویا کامیابی کی کنجی اور فتح کی کلید تمہارے ہاتھ میں پکڑا دی گئی ہے اس لئے تمہیں ہرگز ضرورت نہیں کہ کسی کو خوشامد، لالچ یا جبر کے ذریعہ مسلمان بناؤ۔

تو وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ میں آزادیٔ مذہب کو، آزادیٔ فکر کو، اس خوبی اور حسن کے ساتھ تسلیم کیا گیا ہے اور اس کو قائم کرنے کی ہدایت کی گئی ہے کہ اس کی مثال کہیں نہیں ملتی۔ فرمایا۔ احسان کرنا اس نیت سے کہ کوئی شخص ہمارے احسان کے دباؤ سے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھ لے جائز نہیں۔ اسی طرح جبر کرنا بھی جائز نہیں کہ ایسے حالات پیدا کر دئے جائیں کہ کسی شخص کو سوائے کلمہ پڑھنے کے کوئی جائے فرار نظر نہ آتی ہو جیسا کہ آج کل کی خبروں سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں نے کشمیر میں مسلمانوں کو شدھ کرنے کی مہم بھی شروع کر دی ہے۔ ہر قسم کے ظلم ڈھائے جا رہے ہیں۔ خاوندوں کو قتل کر کے عورتوں پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے۔ بچوں کو شہید کر کے والدین کو مجبور کیا جا رہا ہے۔ کہ وہ ہندو مذہب کو اختیار کر لیں۔

اسلام اسے ہرگز پسند نہیں کرتا بلکہ اسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اسلام اس کی مذمت کرتا ہے اور ایسا کرنے والوں کو خدا کے غضب اور قہر کا مورد قرار دیتا ہے۔

تو فرماتا ہے وَلَا تَمْنُنْ کہ کسی پر کسی قسم کا جبر نہ کرنا۔ اس غرض سے کہ تمہاری تعداد بڑھ جائے اور تمہیں کثرت حاصل ہو جائے۔

وَلِرَبِّكَ فَاصْبِرْ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے جماعت احمدیہ! ہم ایسے حالات پیدا کرنے والے

ہیں کہ تم ظالموں سے انتقام لینے کے قابل ہو جاؤ گے لیکن ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ انتقام بھی نہ لینا۔ اور لِرَبِّکَ فَاصْبِرْ اپنے ربّ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے صبر سے کام لینا۔

میں جماعت کو یہ بھی بتانا چاہتا ہوں کہ آئندہ پچیس تیس سال جماعت احمدیہ کیلئے نہایت ہی اہم ہیں کیونکہ دنیا میں ایک روحانی انقلاب عظیم پیدا ہونے والا ہے۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ وہ کون سی خوش بخت قومیں ہوں گی جو ساری کی ساری یا ان کی اکثریت احمدیت میں داخل ہوں گی وہ افریقہ میں ہوں گی یا جزائر میں یا دوسرے علاقوں میں لیکن میں پورے وثوق اور یقین کے ساتھ آپ کو کہہ سکتا ہوں کہ وہ دن دور نہیں جب دنیا میں ایسے ممالک اور علاقے پائے جائیں گے جہاں کی اکثریت احمدیت کو قبول کر لے گی اور وہاں کی حکومت احمدیت کے ہاتھ میں ہوگی۔ وَلِرَبِّکَ فَاصْبِرْ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب میں تمہیں ان نعمتوں سے نوازوں تو تمہارا فرض ہوگا کہ تم بنی نوع انسان سے نرمی اور محبت کا سلوک کرو اور ان کی ایذا دہی کو خدا کی خاطر سہہ لو۔ اگر ان کے منہ سے سخت کلمات نکلیں۔ اگر وہ بے ہودہ حرکتیں کریں اگر وہ تمہیں چڑائیں تو باوجود اس کے کہ تم انہیں اپنی طاقت سے خاموش کرا سکتے ہو اور انہیں بے ہودہ حرکتوں سے باز رکھ سکتے ہو ہم تمہیں یہی کہتے ہیں کہ ہماری رضا کی خاطر صبر سے کام لینا اور ان پر سختی نہ کرنا۔

پس اپنے ربّ کو خوش کرنے کے لئے اس کی برکات کے حصول کے لئے اس کی رحمتوں کو جذب کرنے کے لئے ضروری ہے کہ تم صبر سے کام لو۔ ٹھٹھے کے مقابلہ میں ٹھٹھا اور ہنسی کے مقابلہ میں ہنسی اور ظلم کے مقابلہ میں ظلم نہ کرو۔

وہ زمانہ چونکہ قریب ہے اس لئے میں آپ کو پھر تاکید سے کہتا ہوں کہ جب کسی قوم پر اس قسم کی عظیم نعمتیں نازل ہو رہی ہوں تو اس قوم کو بھی ایک عظیم قربانی دینی پڑتی ہے۔ پس اپنے نفسوں کو اس قربانی کے لئے تیار کرو۔ اپنی طبیعتوں کو اس طرف مائل کرو کہ ہم احمدیت کے لئے اسلام کے لئے محمد ﷺ کی محبت دلوں میں گاڑنے کے لئے خدائے قادر و توانا کے جلال اور عظمت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے کسی قربانی سے بھی دریغ نہیں کریں گے۔

ہماری جانیں، ہمارے مال اور ہماری عزتیں سب خدا کے لئے ہیں اور خدا کی راہ میں قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔

اگر ہماری جماعت ایثار اور فدائیت کا یہ نمونہ دکھائے تو اللہ تعالیٰ اس جماعت کو دین و دنیا کی حسنات سے کچھ اس طرح نوازے گا کہ دنیا کے لئے قرونِ اُولیٰ کی یاد تازہ ہو جائے گی۔

ابھی ابھی مجھے مولوی غلام رسول صاحب راجیکی کا وہ کشف یاد آ گیا جس میں ان کو دو تین سَو سال بعد کا نظارہ دکھایا گیا۔ کشف میں انہوں نے دیکھا کہ بعد میں آنے والے لوگ آپس میں باتیں کر رہے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ کس قدر احمق تھے وہ لوگ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں پیدا ہوئے اور انہوں نے آپؑ کو قبول نہ کیا۔

اتنی بڑی صداقت اتنے روشن اور واضح دلائل خدا کی نصرت کے اتنے نمایاں نمونے دیکھنے کے بعد کیا وجہ ہوسکتی تھی کہ انہوں نے مسیحؑ محمدی کے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ مطلب یہ کہ آنے والی نسلیں نہ ماننے والوں کو بڑی تعجب کی نگاہ سے دیکھ رہی تھیں۔

ایسا ہی ہوگا یہ ایک حقیقت ہے جس کو ردنہیں کیا جا سکتا۔ اور وہ وقت قریب آ رہا ہے جب دنیا انکارِ مہدی معہود کو حیرت و استعجاب سے دیکھے گی۔ اگرچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی فتح، نصرت اور کامیابی کا انتہائی زمانہ تین سَو سال تک بتایا ہے لیکن حضورؑ کے بعض کشوف اور الہامات یہ بتاتے ہیں کہ وہ آخری فتح جس میں اسلام دنیا پر غالب آ جائے گا۔ شاید کچھ دیر چاہتی ہو لیکن ان آنے والے پچیس تیس سالوں میں بعض ممالک اور علاقوں میں احمدیت کو کثرت حاصل ہو جائے گی (انشاءاللہ) اور وہاں کے رہنے والے اپنی زندگیاں تعلیم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کے مطابق گزارنے والے ہوں گے۔ مگر اس انقلاب عظیم کے لئے جو دروازہ پر کھڑا ہے کتنی ہی قربانیاں ہیں جو آپ کو دینی ہوں گی۔ پس آپ کو وہ قربانیاں پیش کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔ خدا تعالیٰ اپنے فضلوں کی بارش آپ پر کرنا تو چاہتا ہے لیکن پہلے وہ یہ دیکھے گا کہ آپ ان فضلوں کے مستحق بھی ہیں یا نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور مجھ کو بھی ایسا بنا دے کہ ہم اس کی نظر میں ہر قسم کے انعاموں اور فضلوں کے مستحق ٹھہریں اور خدا تعالیٰ کے وعدے جلد ہی ہماری زندگیوں میں پورے ہوں اور ہم اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ وہ جو دنیا کی نگاہ میں دھتکارا گیا تھا وہی دنیا میں مقبول ٹھہرا۔ **اللھم امین**

(مطبوعہ الفضل مورخہ ۹۔ جنوری ۱۹۶۶ء صفحہ ۲ تا ۴)

☆......☆......☆